انشائيه

لفظ انشا اردو میں کئی طرح سے استعال ہوتا ہے۔ انشائی بھی اسی لفظ سے بناہے۔

ابتدا میں مضمون نگاری اور انشائیہ نگاری میں زیادہ فرق نہیں تھا گررفتہ رفتہ ان میں فرق پیدا ہوتا گیا، یہاں تک کہ
انشائیہ ایک علاحدہ صنف قرار پائی۔ انشائیہ نگار اپنے مخصوص ذاتی مشاہدات اور تاثرات کو بے باکی اور بے تکلفی سے بیان کرتا
ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انشائیہ میں سجیدہ اور غیر سجیدہ موضوعات سے متعلق خیال کے تمام مر حلے خوش طبعی کے ساتھ طے کیے جاتے
ہیں۔ یہ بات میں بات پیدا کرنے کافن ہے۔ انشائیہ نگار مفہوم سے خالی گفتگو میں بھی معنی پیدا کردیتا ہے لیکن بھی بھی اس کے
ہیں۔ یہ بات میں بات پیدا کرنے کافن ہے۔ اس میں مزاح یا مصطول کی جگہ ہلکی پھلکی زیرِ لب ہنی پنہاں ہوتی ہے۔ خیال
ہورینی اس کی ایک اہم خوبی ہے۔

اردو میں انشائے کی ابتدا سرسیدا حمد خال کے رسالے'' تہذیب الاخلاق' سے ہوتی ہے۔ مولوی نذیر احمد اور ذکاء اللہ کے بعد'' اودھ نیج'' اور'' مخزن' نے اسے فروغ دیا۔ میر ناصر علی، سجاد حیدر بلدرم، سلطان حیدر جوش، سجاد انصاری، نیاز فتح پوری، مہدی افادی، فرحت اللہ بیگ، قاضی عبدالغقار، پطرس بخاری، سید محفوظ علی بدایونی، خواجہ حسن نظامی، رشید احمد صدیقی اور مشاق احمد یسی نے اس صنف کو مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

رشيد احمه صديقي



(1896 - 1977)

رشید احمد صدیقی اردو کے متاز طنزو مزاح نگار ہیں۔اُن کی پیدائش مشرقی اُتّر پردیش کے شہر جو نپور میں ہوئی تھی جے شیراز ہند بھی کہا جاتا ہے۔انھوں نے اپنی زندگی علی گڑھ میں گزاری۔وہاں وہ شعبۂ اردو کے صدر رہے ۔اپنے زمانے کے سب سے نامور انشا پر دازوں میں ان کا شار کیا جاتا تھا۔ان کے مزاح میں تفکر ،شاکنگی اورخوش طبعی کے عناصر نمایاں ہیں۔

رشید صاحب کے خطبات، مضامین اور خاکول پر مشتمل کئی کتابیں منظرِ عام پر آچکی ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں: ''طنزیات ومضحکات''،'' آشفتہ بیانی میری''،'' گنج ہائے گرال مائی'،''مضامین رشید'' اور'' خندال''۔

رشیدصاحب کی تحریروں کا ایک خاص تہذیبی پس منظر ہوتا ہے۔مسلم متوسط طبقے کی معاشرتی زندگی کے بہت دل آویز مرقعے ہمیں ان کی تحریروں میں ملتے ہیں۔



وعوت

ایک مثل مشہور ہے،" مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ۔" میرا خیال ہے کہ اس کے ساتھ یہ مثل بھی عام ہونی چاہیے،" مجھے دعوتوں سے بچاؤ۔" گو دوستوں سے بچے کے معنی ہی ہیہ ہیں کہ دعوتوں سے بھی نجات مل جائے گی۔ بھوک کی مانند دعوت کا بھی بیہ حال موجود کہ اس کا نہ کوئی وقت مُقرر ہے اور نہ موقع کوئی تہوار ہو، تقریب ہو، کوئی مہمان آیا ہو، کوئی چل بسا ہو، رقعہ دعوت بہر حال موجود ہے۔ دعوت میں نہ جائے تو معدہ اور عاقبت دونوں خراب۔ میں نے جس جس فتم کی اور جن جن مواقع پر دعوت کھائی ہے وہ بہت کم لوگوں کونصیب ہوئی ہوگی۔ سب سے پہلی دعوت خوب یاد ہے۔

کیبلی وعوت مجھے ایسے صاحب کے ہاں کھانی پڑی جو کپڑے بُنتے تھے اور غازی میاں کے معتقد تھے۔ساری بستی مدعوتی۔ مئی کا مہینہ اور دو پہر کا وقت۔ مکان ومیدان کا کوئی نشیب و فراز ایسا نہ تھا جہال کھانے والے نہ بیٹھے ہوں۔ فرش و دستر خوان کا وہاں کوئی دستور نہ تھا۔ جس کو جہاں جگہ مل گئی بیٹھ رہا۔ ایک نیم کی جڑ پر میں بھی بیٹھ رہا۔ ایک ہاتھ میں گرم گرم تنوری روٹی دے دی گئی۔مٹی کے ایک برتن میں زمین پر سالن رکھ دیا گیا۔ بھشتی نے مشک سے تام چینی کے گندے شکستہ گلاس میں پانی بلانا شروع



ئي آواز

کیا۔ سامنے ایک نیاز مند کتے صاحب بھی موجود تھے۔ وُم ٹاگلوں کے درمیان، خود دوزانو بیٹھے ہوئے۔ نظریں پنجی، بہت بچھ بھوگے۔ پس بی ایک بوڑھے کھانے جاتے تھے اور خلال کرتے جاتے تھے۔ ناتی گود میں، پوتا کندھے پر۔ بھوگ ۔ پاس بی ایک بوڑھے کھانے جاتے تھے کھاتے جاتے تھے اور خلال کرتے جاتے تھے۔ ناتی گود میں، پوتا کندھے ہوئے پوتے نے ایک ہڈ کی کئے کے سامنے بھینک دی۔ اب معلوم ہوا کہ ایک اور کتے صاحب کہیں قریب ہی مراقبے میں بیٹھے ہوئے تھے، جھول نے ایک لخت غز اکر جو جست کی تو میرے مقابل کے کتے پر آگرے۔ خلال دادایا نانا کے گلے میں جا پھنسا اور پھے: ناتی میرے سالن میں آرہے۔ ایک بگڑ مچا۔ مشہور ہوا کہ مہتو دادا پر غازی میاں آگئے۔ سارے کھانے والے بھاگ کھڑے ہوئے۔

ایک اور جگہ سے دعوت نامہ آیا۔ ہمارے میزبان وہاں کے معرِّ ز اور دولت مند ترین لوگوں میں سے تھے۔ میزبانی کے فرائض خاتون خانہ ادا کررہی تھیں۔ ڈرائنگ روم میں پنچ تو دن کو تارے نظر آنے گئے۔ ایسی خوب صورت قیمی پر تکلف اور نایاب چیزیں ایک ساتھ کب دیکھنی نصیب ہوئی تھیں۔ البتہ ان کا تذکرہ میلاد میں سنا تھا یاطلسم ہوش ربا میں پڑھا تھا۔ ما لک مکان سے زیادہ پُر شوکت نوکر نوکرانیاں تھیں۔ کس کی تعظیم سے چھے اور کس سے تعظیم لیجے۔ کھانے کے کمرے میں داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ شاید دنیا کے سب سے بڑے آدمی کا سب سے بڑے شفا خانے میں آپریشن ہونے والا ہے۔ ہر طرف سوائے صفائی اور سامانِ جراحی کے چھنظر نہ آتا تھا۔ اول تو کھانے کا گانگ بجاتو ہم نے سمجھا، ہماری روح قبض کرنے کا کوئی آلہ ایجاد ہوا ہے۔ کھانا آیا اور آتا رہا۔ سب سے بڑی مصیبت بی کھی کہ کھانا ایسے ایسے یو بیفارم یا لباس فاخرہ یا ملبوساتِ عروی میں لایا جاتا کہ یہ طے کرنے میں دشواری ہوتی کہ ان پرحملہ کیا جائے یا ان کی عبادت کی جائے یا کھڑے ہوکر تو می ترانہ گایا جائے۔ دوسری مصیبت بی تھی کہ میں دشواری ہوتی سے استعال سیجے لیکن کھانوں کے میں آلے سے کس چیز پرحملہ کیا جائے ۔ جان لینے کے لیے آپ آزاد ہیں جو آلہ چاہیے شوق سے استعال سیجے لیکن کھانوں کے لیے خصوص آلات مقرر ہیں۔ تیسری مصیبت بی تھی کہ جو کھانا پیش کیا جارہا تھا اس کے دوسرے عزیز وا قارب نہ معلوم کون کون اور سے جو جن کی عدم موجودگی میں کھانے کو باتھ لگانا بڑا گوارین ہوتا۔

فرض سیجیے کسی رئیس کے ہاں دعوت ہوئی۔ وہ کھانا اس طور پر کھلائے گا گویا مہمان کی سات پشت تک کونواز رہا ہے۔ قورمہ ہر دعوت میں ماتا ہے اور معمولی سے معمولی لوگ بھی اپنے گھروں میں کھاتے ہیں لیکن رئیس کے بیہاں قورمہ کچھ اور ہوتا ہے۔ ادائے خاص سے فرمائیں گے،''مولانا کہیے، قورمے سے بھی شوق فرمایا؟''

''جي مان،شکرييه، ماشاءاللد!''

فرمائيں،''صاحب ايسا حلوائي دہلي بھرميں نہ ملے گا۔ بادام پر پلاتھا۔ ذرابوٹي کی خشکی پرنظرر کھے۔''

ر*ۇ*وت

''سبحان الله! كيون نهين!''ارشاد هوتا ہے۔

" ہاں ہاں خوب کھائے۔ بہت ہے۔"

"جي بان، خوب سير هوكر كهايا-"

'' نہیں نہیں آپ تکلّف کرتے ہیں۔فلانے چلو۔مولا نا کوقورمہ اور دو''

لیکن فلانے کو پکاریں گے اور قورمہ کا آرڈراس طور پر دیں گے گویا مولانا کو پٹوا دینے کا ارادہ ہے۔قورمہ پلیٹ میں ڈال دیا گیا اورمولانا کو قورمے سے نفرت ہونے گئی۔ارشاد ہوگا،''مولانا یہ باور چی اب دبلی میں اکیلا ہے۔ اب اس کا ثانی دور دور نہ ملے گا۔بس مولانا قورمہ کھا لیجے۔ یہ چیز اب معدوم ہوتی جاتی ہے۔'' غرض مولانا کو اس شفقت اور تپاک سے کھلائیں گے گویا اپنے والدمرحوم کے فاتحہ کا کھاناکسی نامینا حافظ کو کھلا رہے ہیں۔

دوسری آفت ملاحظہ ہو۔ بعض میز بان تماقت اور محبت کے سلسلے میں اصرار کرتے کرتے کھانا آپ کی پلیٹ میں ڈال دیں گے اور نی اکثن کریں گے، '' کھائے، میرے سرکی فتم کھائے۔'' ھالاں کہ اس وقت بی یہی چاہتا ہے پلیٹ سر پر مار لیجے اور گربیان پھاڑ کر کہیں بھاگ جائے۔ ایک وقوت ہے مجھ کو قلبی نفرت ہے جہاں میز بان بار بار کھانے کے لیے اصرار کرے اور این پیاز بہت بھائی جھے تھا تھا ہو سے میری پلیٹ میں کھانا رکھ دے اور کہتا ہیں ہے کہ'' آپ کو کھانا پیند نہیں آیا۔ آپ کے لیے بچھ انظام نہ ہوسکا۔ بھائی جلدی میں یہی دال دلیا ہوسکا۔ آپ نے بچھ بھی تو نہیں کھایا۔'' عالاں کہ اس کی نیت بیہوتی ہے کہ میں بیکہوں کہ ایسا کھانا بجھے تو بعلی میں یہی دال دلیا ہوسکا۔ آپ نے بچھ بھی تو نہیں مھایا۔'' عالاں کہ اس کی نیت بیہوتی ہے کہ میں بیکہوں کہ ایسا کھانا بجھے تو لیا میری سات پشت کو نصیب نہ ہوا ہوگا اور آپ نے جس مرقت اور ایٹار کا ثبوت دیا ہے اس کی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی۔ بعض دعوتوں میں عبیب تم کے برتمیزوں سے سابقہ پڑتا ہے۔ بعض تو کھانا نہیں کھاتے، منہ میں جو تیاں چھاتے ہیں۔ بچھ ایسے بیس جو بیان میں ڈبود ریں گے۔ منہ میں ان بھی کے کہر اس کے گھوڑ کے کہا کے شول کر چھوڑ دیں گے۔ ڈو نگے میں ہو بیان چھے سے نکالی ہوئی بوٹیوں کو پھر ڈو و نگے میں ڈال دیں گے۔ پانی پئیس گے تو معلوم ہوگا گویا بھری بوتل طبق میں ائٹ یلی جارہی ہے اور معلوم ہوگا گویا بھری بوتل طبق میں ائٹ یلی جارہی ہو اور شرخوان برنیس اپنی چاریائی پر ہیں۔

گلے سے تُلقلِ مینا کا کام لے رہے ہیں۔ شنی ہوئی اُنگلیاں روٹی سے بونچیس گے اور ڈکار اس طور پر لیس گے جیسے دوسرے کے میں ذمین میں اپنی چارہی ہوئی ہوئی بوتر ہیں۔

(رشیداحمرصدیقی)

ني آواز

مشق

لفظ ومعنى

مثل : کہاوت

رقعهُ دعوت : دعوت نامه

معتقد : اعتقاد رکھنے والا ، ماننے والا

مرعو : جھے دعوت دی گئی

نشيب وفراز : اتار چڙ هاؤ،او پي پُڇَ

بھشق : پانی پلانے والا،سقّہ

شكسته : نوٹا پھوٹا ،خراب حالت

نیازمند : ارادت مند

دوزانو بیٹھنا : دونوں گھٹنے پیچیے کی طرف موڑ کر بیٹھنا

خِلال کرنا : تنکے یا تیلی سے کھانے کے بعد دانت کریدنا/ صاف کرنا

مراقبه : دهیان

كي لخت : يكا يك، ايك بارگ

طلسم ہوٹل رُبا : اردو کی سب سے مشہور داستان

پُر شوکت : شاندار

تغظيم : عربّت

شفاخانه : اسپتال

جرّ احي : آپريش، چير پياڙ

گانگ : کھانے سے پہلے برائے اطلاع بجنے والا گھنٹہ

رئوت

لباس فاخره : خاص خاص موقعول پر پہنے جانے والاقیتی لباس

ملبوسات عروسی : دلہن کے لباس

قورمه : بحضے ہوئے گوشت کا سالن

معدوم ہونا : ختم ہونا،غائب ہونا

ملا حظه كرنا : غور كرنا، دهيان دينا

منه میں جو تیاں چٹخانا : منہ سے چیڑ چیڑ کی آواز نکالنا

تپاک سے : محبت وخلوص کے ساتھ

يذيراني كرنا : استقبال كرنا

گھنگولنا : كسى چيز ميں ہاتھ ڈال كر ہلا نا، گھولنا

عاقبت خراب مونا : برا انجام مونا

مَشك : پانی بھرنے کا چمڑے کا تھیلا

تام چینی : چینی متی چڑھا ہوا تا نبایا لوہا

سوالات

- 1۔ وعوت میں جانے اور نہ جانے دونوں سے متعلق مصقف نے کیا خیال ظاہر کیا ہے؟
 - 2- مصنف نے پہلی دعوت کا کیا نقشہ کھینچاہے؟
- 3- مصنف نے ایک معرّ زاور دولت مندترین صاحب کی دعوت ہے متعلق کن خیالات کا اظہار کیا ہے؟
 - 4- " تورمه" متعلق مصنف نے کیا مزاح پیدا کیا ہے؟
 - 5۔ مصنف نے دعوت میں برتمیزی کے ساتھ کھانا کھانے کی کیا تصویر پیش کی ہے؟

ئي آواز

زبان وقواعد

🖈 مندرجه ذیل جملوں کی وضاحت تیجیے:

- کوئی تہوار ہو، تقریب ہو، کوئی مہمان آیا ہو، کوئی چل بسا ہو، رقعهٔ دعوت بہر حال موجود ہے۔ دعوت میں نہ جائے تو معدہ اور عاقبت دونوں خراب۔
- ڈرائنگ روم میں پہنچ تو دن کو تارے نظر آنے لگے۔ ایسی خوب صورت قیمتی ، پُر تکلف اور نایاب چیزیں ایک ساتھ دیکھنی کب نصیب ہوتی ہیں۔البتہ ان کا تذکرہ میلا دمیں سناتھا یاطلسم ہوش رُبا میں پڑھاتھا۔ مالک مکان سے زیادہ پُر شوکت نوکرنوکرانیاں تھیں۔کس کی تعظیم کیجیے اورکس کی تعظیم لیجیے۔

غور کرنے کی بات

- رشیدصاحب کی تحریروں میں ہماری معاشرتی زندگی کی برچھائیاں جگ مگ کرتی نظر آتی ہیں۔
- ینچے کھے ہوئے جملوں کوغور سے پڑھیےان میں رشیدصاحب کے طنز ومزاح کا خاص رنگ محسوں کیا جا سکتا ہے:
 - سامنے ایک نیاز مند کُتے صاحب موجود تھے۔
 - ایک اور گتے صاحب کہیں قریب ہی مراقع میں بیٹھے ہوئے تھے۔
- غرض مولانا کواس شفقت اور تپاک سے کھلائیں گے گویا اپنے والدِ مُرحوم کے فاتحہ کا کھاناکسی نابینا حافظ کو کھلا رہے ہیں۔

عملی کام

🕁 نیچ کھی ہوئی عبارت کو پڑھیے اور اس سے متعلق سوالات کے جواب کھیے:

کسے خبرتھی کہ غالب مرحوم کے بعد ہندوستان میں پھر کوئی ایساشخص پیدا ہوگا جو اردو شاعری کے جسم میں ایک نئی روح پھونک دے گا، جس کی بدولت غالب کا بے نظیر تخیل اور نرالا انداز بیان پھروجود میں آئے گا اور اردو ادب کے فروغ رگو**ت**

کا باعث ہوگا۔ مگر زبان اردو کی خوش اقبالی دیکھیے کہ اس زمانے میں اقبال جیسا شاعر اسے نصیب ہوا، جس کے کلام کا سکتہ ہندوستان بھر کی اردو دال دُنیا کے دلول پر بیٹا ہوا ہے اور جس کی شہرت روم ،ایران بلکہ فرنگستان تک پہنچ گئی ہے۔ ابتدائی عمر میں مولوی سید میر حسن سا استاد ملا طبیعت میں علم وادب سے مناسبت قدرتی طور سے موجودتھی اور عربی کی سخصیل مولوی صاحب موصوف سے کی ۔سونے پر سہاگا ہوگیا۔ابھی اسکول ہی میں پڑھتے تھے کہ کلام موزوں زبان سے نکلنے لگا۔شعرائے اردو میں ان دنوں نواب مرزا خال داغ دہلوی کا بہت شہرہ تھا۔ اقبال نے بھی انھیں خط لکھا اور چند غرزلیں اصلاح کے لیے چند غرزلیں اصلاح کے لیے جبیں۔داغ نے جلد کہہ دیا کہ کلام میں اصلاح کی گنجائش بہت کم ہے۔ بی اے کے لیے لا ہور کے اسا تذہ میں ایک نہایت شفیق استاد ملا۔ پروفیسر آر نلڈ صاحب غیر معمولی قابلیت کے انسان تھے۔

اقبال طالب علمی سے فارغ ہو کر گورنمنٹ کالج میں پروفیسر ہو گئے تھے۔طبیعت زوروں پرتھی۔شعر کہنے کی طرف جس وقت مائل ہوتے تو غضب کی آمد ہوتی تھی۔موزوں الفاظ کا ایک دریا بہتا، چشمہ ابلتا معلوم ہوتا تھا۔ایک خاص کیفیت رقت کی ان پر طاری رہتی تھی۔اپنے اشعار سریلی آواز میں ترنم سے پڑھتے تھے۔خود وجد کرتے اور دوسروں کو وحد میں لاتے تھے۔

- - (ii) اقبال نے کن اساتذہ سے بطور خاص استفادہ کیا؟
 - (iii) اقبال کی شعر گوئی کی کیا خصوصیات بیان کی گئی میں؟
- iv) '' خود و جد کرتے اور دوسروں کو وجد میں لاتے'' اس کا کیا مطلب ہے؟